Lesson 191 Surah Shuraa Ayat 69-104 tafseer 3

آیت نمبر 92.   وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ
ترجمہ. اور ان سے پوچھا جائے گا کہ "اب کہاں ہیں وہ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے؟

اور ان سے پوچھا جائے گا کہ اب کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے؟ شرک کرنا، اللہ کی نافرمانی کرنا، اپنی خواہشات کو پوجنا یہ بھی ایک ایسا عمل ہے، ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ پھر مزید ان سے اگلا سوال کیا پوچھا جائےگا؟

آیت نمبر 93. مِن دُونِ ٱللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ
ترجمہ. کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر رہے ہیں یا خود اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں؟"

مِن دُونِ ٱللَّهِ، اللہ کے سوا، اپنے بتوں کی جب تم عبادت کرتے تھے، ان کا کہنا مانتے تھے تو کیوں مانتے تھے؟ **مِن دُونِ ٱللَّهِ**، اللہ کو چھوڑ کر، **دُونِ** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ سوائے کے لئے بھی آتا ہے اور اس کی خاص بات کیا ہے؟ ذوی الاضداد میں سے ہے اوپر نیچے آگے پیچھے سب کے لئےآتا ہے.اللہ کے سوا اللہ کو چھوڑ کر اللہ سے ہٹ کر تم اپنے بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ کیا وہ تمہاری مدد کر رہے ہیں؟ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟ کیا وہ اپنا بچاؤ کرسکتے ہیں؟ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے سوالیہ انداز میں ایک بات ان کے سامنے رکھی ہے اور سوالیہ انداز انسان کو سوچنے سمجھنے پر آمادہ کرتا ہے انسان اپنی تمام قوتوں کو جمع کرتا ہے اور غور و فکر کرتا ہے،سوچ بچار کرتا ہے سوال کیا ہے کہ اب تمہارے وہ شریک تمہارے وہ معبود تمہارے وہ پیر یا وہ لوگ جن کو تم سمجھتے تھے کہ حشر کے دن، قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے محاسبہ ہوگا، حساب کتاب ہوگا تو یہ ہمارے کام آ جائیں گے، ہماری مدد کر لیں گے، ہماری شفاعت کروا دیں گے   **هَلْ يَنصُرُونَكُمْ** کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری؟ **يَنصُرُونَكُمْ** میں مادہ کیا ہے؟**(ن ص ر)** اور نَصد□رُ کے معنی ہوتے ہیں کہ مدد کرنا تو **يَنصُرُونَكُمْ** کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں؟ (اس کے بعد جو اگلا لفظ ہے **أَوْ يَنتَصِرُونَ**۔ **يَنتَصِرُونَ** کا مادہ کیا ہے؟ **(ن ص ر)** ہی ہے لیکن معنی میں تھوڑا سا فرق ہے کیوں معنی میں فرق ہے؟ اس لئے کہ اعراب مختلف ہیں اور دوسری بات کیا ہے؟ کہ الفاظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے تو انتصار کا مطلب ہوتا ہے انتقام لینا ،بدلہ لینا خود اپنی مدافعت کرنا ایک تو یہ کہ **نَصَرَ** کوئی کسی کی مدد کر رہا ہے اور یہاں پر کیا ہے؟ انتصار بابِ افتعال میں سے ہے اور بابِ افتعال کا مطلب کیا ہے؟ کہ یہاں پر انتقام لینا کے معنی پیدا ہوگئے اپنی مدافعت کرنے کے معنی پیدا ہوگئے بدلہ لینے کے معنی پیدا ہوگئے اس وقت جن کے سامنے جہنم لائی جائے گی جن کو جہنم کی ہولناکیوں میں پھینک دیا جائے گا پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کی تم پرستش کرتے تھے بتاؤ اب وہ کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟ **أَوْ يَنتَصِرُونَ** یا وہ خود اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں؟ یا اپنے لئے ہی کوئی مدافعت کر سکتے ہیں؟ یا اپنے آپ کو اس عذاب سے بچا سکتے ہیں؟ اب جو عبادت کرنے والے تھے وہ بھی اور وہ جو ان کے معبود ہیں وہ دونوں ہی جہنم کی گہرائیوں میں ہیں وہ دونوں جہنم کے اندر ہیں ان کی گرفت کی جارہی ہے محاسبہ کیا جارہا ہے پھر کہا جارہا ہے

آیت نمبر 94. فَكُبْكِبُوا۟ فِيهَا هُمْ وَٱلْغَاوُ ۥنَ
ترجمہ. پھر وہ معبود اور یہ بہکے ہوئے لوگ اس میں اُوپر تلے دھکیل دیئے جائیں گے

پھر وہ اوپر تلے **فِيهَا** اس میں دھکیل دیئے جائیں گے فَكُبْكِبُوا۟ اسکا ایک مادہ تو **(ک ب ب)** ہے لڑھکا دینا اور کہتے ہیں کہ اسکا رُباعی مادہ بھی ہے **(ک ب ک ب)** کسی چیز میں تکرار ہے لفظی تکرار بھی معنی کی شدت پر دلالت کرتی ہے اور **فَكُبْكِبُوا۟** میں دو معنی خاص پائے جاتے ہیں ایک تو یہ کہ کسی چیز کو ایک کے اوپر ایک دھکیلتے چلے جانا ایک پھر دوسری پھر تیسری 2 کہ گہرائی میں اس کا ُلڑھکتے جانا تو یہاں یہ کس چیز کی گہرائی ہے؟ جہنم کی گہرائی ہے تو جہنم کی گہرائی میں وہ ُلڑھکتے چلے جائیں گے وہ اس کے اندر گرتے چلے جائیں گے تو گویا کہ **فَكُبْكِبُوا۟** منہ کے بل گِرا دینا پچھاڑ دینا اور ایک یہ ہے کہ کسی کو جب دھکیل دیا جاتا ہے یا منہ کے بل گِرا دیا جاتا ہے تو اس میں بھی اس کی ذلت کا پہلو ہے اس میں بھی سزا کا پہلو ہے تو اب وہ تمام لیڈر جن کی انہوں نے پیروی کی وہ سارے کے سارے اس میں ڈال دیئے جائیں گے **فَكُبْكِبُوا۟ فِيهَا هُمْ وَٱلْغَاوُ ۥنَ** اور **وَٱلْغَاوُ ۥنَ** جو ہیں وہ کون ہیں آپ نے پیچھے آیت نمبر 91 میں **لِلغاوین** بھی پڑھا ہے۔ **(غ و ی)** اس کا مطلب ہوتا ہے بہکانا، اغوَا کرنا ، بہکنا ، تو تمام بہکےہوے لوگ جو ہیں وہ بھی اور جنہوں نے بہکایا وہ بھی گویا کہ لیڈر بھی رہنما بھی اور اس کے ساتھ ان کی اطاعت کرنے والے بھی وہ سب جہنم کے اندر پھینک دیئے جائیں گے امام مسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ستر سال کے بعد ایک پتھر گرتا ہوا جہنم کی تہہ تک جب پہنچا تو رسول اللّٰہ ﷺ محفل میں اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے آپ کو آواز آئی اور صحابہ کو بھی آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ یہ کس چیز کے گرنے کی آواز ہے تو صحابہ نے کہا کہ اللّٰہ اور اللّٰہ کا رسول زیادہ بہتر جانتا ہے ہمیں نہیں پتہ تو رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا کہ آج سے ستر سال پہلے جہنم کے دہانے پر اس کے منہ پر ایک پتھر لڑھکایا گیا تھا لُڑھکتا ُلڑھکتا گرتا گرتا آج وہ جہنم کی تہہ تک پہنچا ہے وہ جہنم بہت گہری ہے اور اب یہاں یہ کن کو ُلڑھکایا جا رہا ہے کن لوگوں کو اس کے اندر گرایا جا رہا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اللّٰہ کے نافرمان ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اللّٰہ کی نافرمانی کرنے والے ہیں اللّٰہ کی اطاعت کی حدوں سے نکلنے والے ہیں اور آپ سوچ لیجئے کہ اللّٰہ تعالیٰ کو یہ بات کتنی سخت ناپسند ہے کہ مجھے چھوڑ کر اوروں کی بندگی کی جائے اور اب ان کو کہاں پھینکا جا رہا ہے جہنم کے اندر نیچے بالکل اس کی گہرائی کے اندر **فَكُبْكِبُوا۟ فِيهَا هُمْ وَٱلْغَاوُ ۥنَ۔** **فَكُبْكِبُوا۟** اس لفظ سے بھی اس کے اندر ایک ردھم ہے بس پھینک دیا جائے گا دھکیل دیا جائے گا اوندھے منہ گرا دیا جائے گا گرتے چلے جائیں گے لڑھکتے چلے جائیں گے اور آپ دیکھیں کہ کسی عمارت سے کسی بلندی سے کوئی نیچے گرے تو اس کے اندر کیا رہ جاتا ہے کچھ بھی نہیں رہ جاتا اتنی گہرائی میں لوگ گِر جائیں گے اور وہ کوئی پتھر نہیں ہوں گے وہ کوئی درخت نہیں ہوں گے بلکہ وہ انسان ہوں گے اللّٰہ کے نافرمان ہوں گے **وَٱلْغَاوُ ۥنَ** اور یہ کون ہے جو اغوا کرتا ہے شیطان اور اس کے ساتھی انسانوں میں سے بھی ہیں اور جنوں میں سے بھی ہیں

آیت نمبر 96. وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ
ترجمہ۔ اور ابلیس کے لشکر سب کے سب

وَجُنُودُ إِبْلِيسَ اور لشکر ابلیس کے **(ج ن د)** سے ہے لشکر کے لئے آتا ہے سپاہیوں کے لئے بھی آتا ہے تو **وَجُنُودُ** تو جُند کی جمع ہے **إِبْلِيسَ** ابلیس کے لشکر **أَجْمَعُونَ** سب کے سب اب **وَجُنُودُ** جب جمع کے لئے آ گیا تو دوبارہ **أَجْمَعُونَ** لانے کی کیا ضرورت ہے لیکن اللّٰہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک نہیں سب کے سب جو لیڈر تھے وہ بھی اور وہ جو ان کی اطاعت کرنے والے تھے وہ بھی وہ سارے ابلیس کے لشکر ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے والے ہیں اب سارے کے سارے جہنم کے اندر پھینک دیئے جائیں گے سارے کے سارے اس کے اندر ڈال دیئے جائیں گے تو آپ دیکھ لیں

کہ معبود بھی اور عبدین بھی جیسے مال ڈنگر نہیں ہوتے کہ آپ کسی جگہ پہ تنگ سی جگہ ہو اور مال ڈنگر سارے اس کے اندر ایک کے بعد دوسرا اس پر دھکیل دیا جائے بعض اوقات جب ذبح کرنے کے لئے جانور لے کے جائے جاتے ہیں ذبح خانے کی طرف تو وہ سارے ایک ہی گاڑی میں ایک جگہ دھکیل کر بھر کر لوگ لے جاتے ہیں یا مرغیاں ہیں ایک کے اوپر دوسری کیا ہے کہ سب کے سب کو اکٹھا کیا جائے گا اور ابھی یہ پچھلے ہفتے ہی بات ہو رہی تھی پاکستان تو پتہ چلا کے شادی ہونے والی تھی شادی کے لئے چالیس ہزار کی مرغیاں خریدیں اور جس کسی کی بھی حویلی میں جگہ تھی اس میں ایک جگہ بند کر دیں اور جب ان کو اس میں بند کر دیا تو کسی وقت فجر میں کسی نے غلطی سے دروازہ کھول دیا اور وہاں پہ تو کتے وغیرہ آوارہ قسم کے بہت ہوتے ہیں تو کتوں نے آ کر ان کو چیر پھاڑ کھایا تو کتوں کا چیر نا پھاڑنا اور پھر ان مرغیوں کا چیخنا چلانا یعنی بعض ڈر سے سہم کر ہی مر گئیں اور بعض کو کتوں نے چیرا پھاڑا ایک کے اوپر ایک تو میں اس پہ بھی سوچ رہی تھی کہ واقعی یہ جو خوفناک آوازیں ہوتی ہیں یا دہشت ہوتی ہے کہ کوئی کسی کو مار رہا ہے کوئی کسی کو کھا رہا ہے تو بعض اوقات اس صدمے سے بھی چیزیں مر جاتی ہیں جانور چرند پرند اور انسان بھی تو اب سارے کے سارے اس پہ اوپر تلے دھکیل دئیے گئے ہیں جنوں میں سے بھی ہیں انسانوں میں سے بھی ہیں سارے کے سارے اور کیوں دھکیل دیئے گئے ہیں یہ سب اللّٰہ کے نافرمان تھے

آیت نمبر 96. قَالُواْ وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ
ترجمہ۔ وہاں یہ سب آپس میں جھگڑیں گے اور یہ بہکے ہوئے لوگ (اپنے معبودوں سے) کہیں گے

قَالُواْ وہ کہیں گے **وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ** اب وہاں جب اوپر نیچے دھکیل دئیے گئے ہیں اور وہ پیر بھی اور ان کی پیروی کرنے والے بھی اور وہ عابد بھی اور ان کے معبود بھی جب اندر ڈال دئیے گئے ہیں ان کو سزا مل رہی ہے سزا دی جارہی ہے تو اب **قَالُواْ** وہ کہیں گے **وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ** اور وہ ایک دوسرے سے جھگڑا کریں گے اور یہاں **يَخْتَصِمُونَ** کا مادہ ہے(**خ ص م**) خَصَمَ یہاں پہ اختصام باب افتعال سے ہے تو اس میں جیسے بدلہ لینے کے معنی بھی پائے جاتے ہیں مطلب کیا ہے کہ اپنی مدافعت کریں گے وہ لوگ کیسے مدافعت کریں گے ایک دوسرے سے جھگڑیں گے ایک دوسرے سے کہیں گے کہ تمہاری وجہ سے میں نے یہ غلطی یا گناہ کیا ہے اب وہ لوگ جو دنیا میں اپنے بزرگوں پیشواؤں رہنماؤں کو مانتے تھے ان کے ہاتھ پاؤں چومتے تھے ان کی بات کو سند سمجھتے تھے اور جب ان پر حقیقت کھلے گی کہ ان کا کیا انجام ہو رہا ہے اور ہمارا کیا تو وہ آگے چلنے والوں سے کہیں گے کہ تمہیں تھے مجرم تمہیں نے ہمیں یہاں تک پہنچایا ہماری بربادی کی جو داستان ہے اس کے تم ہی ذمہ دار ہو اور اس وقت جو اطاعت کرنے والے ہیں وہ اپنے لیڈروں کو مجرم ٹھہرائیں گے ان پر لعنت بھیجیں گے اور تقلید کرنے والے جب ان پر لعنت بھیجیں گے تو ان کے جو لیڈر ہیں وہ ان سے کہیں گے کہ ہم نے توایک راستہ دکھایا تھا زبردستی تھوڑی کی تھی تم خود ہی سے چل کر ہمارے پیچھے پیچھے آئے تھے اب وہاں پہ جا کر دونوں کو احساس ہوگا وہاں دونوں ایک دوسرے سے بری ہونا چاہیں گے ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی جھگڑا کریں گے اور پھر یہ کہیں گے کہ تمہاری وجہ سے ہم یہاں پر آئے ہیں اور اب حقیقت ہمارے سامنے آئی ہے ہماری بڑی سخت بھول تھی بڑی گمراہی میں ڈال دیا تم نے ہم کو اور اس وقت وہ کہیں گے کہ تمہیں خود کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا تمہیں نہیں پتہ تھا اچھے اور برے کا اور آپ دیکھ لیں کہ اللّٰہ تعالیٰ آخرت کا یہ عبرتناک نقشہ قرآن میں جگہ جگہ کھینچتا ہے کہ اندھی تقلید کرنے والے جو ہیں ان کو چاہئے کہ دنیا میں آنکھیں کھول کر رہیں کسی کے پیچھے چلنے سے پہلے دیکھ لیں کہ وہ ٹھیک بھی ہے کہ غلط اور لے کر کہاں جا رہا ہے سورت الاعراف آیت نمبر 38۔ **قَالَ ٱدْخُلُواْ فِىٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم**

مِّنَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ فِى ٱلنَّارِ ۖ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا ٱدَّارَكُوا۟ فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَىٰهُمْ لِأُولَىٰهُمْ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّونَا فَـَٔاتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ ٱلنَّارِ ۖ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ - اب اس سے بھی کیا پتہ چلتا ہے کہ پیچھے آنے والا گروہ اپنے سے آگے والے گروہ پر اپنے لیڈر پر لعنت کرے گا جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ اپنے پہلے گروہ کے متعلق کہے گا اے ہمارے رب یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اب انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے دیجئے اللہ تعالیٰ فرمائے گا سبھی کے لئے دوہرا عذاب ہے مگر تم جانتے نہیں ہو یہ لڑائی جھگڑا کریں گے ہم تھوڑی یہ تھے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا آپ ان کو دوہرا عذاب دیجئے ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر تو یہ ہے جھگڑا جو ان کے درمیان ہو رہا ہے۔ **وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ قَالُوا۟ وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ** اب وہاں پہ جہنم میں عذاب میں سب آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں

آیت نمبر 97. تَٱللَّهِ إِن كُنَّا لَفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ
ترجمہ۔ کہ "خدا کی قسم، ہم تو صریح گمراہی میں مبتلا تھے

اور جب یہ بہکے ہوے لوگ اپنے معبودوں سے کہیں گے خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے اب اندھا دھند تقلید کرنے والے آنکھیں بند کر کے اپنے لیڈروں کے پیچھے چلنے والے اب اس وقت وہ کیا کریں گے اپنے لیڈروں سے کہیں گے کہ ہم نے جو تمہاری اندھا دھند تقلید کی **تَٱللَّهِ إِن كُنَّا لَفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ** ہم کھلی گمراہی میں تھے بڑی زیادتی کی ہم نے بڑا گناہ کیا ہم نے بڑی غلطی ہوئی ہم سے ۔

آیت نمبر 98. إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ
ترجمہ۔ جبکہ تم کو رب العالمین کی برابری کا درجہ دے رہے تھے

إِذْ جب **نُسَوِّيكُم بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** جب ہم تم کو **نُسَوِّيكُم** ہم تم کو برابر ٹھہرا رہے تھے **(س و ی)** اس کے معنی کیا ہیں برابر ٹھہرانا، جیسے برابر کرنا ،مساوی کرنا۔ بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ جب ہم نے تمہیں برابر ٹھہرا دیا کس کے برابر کر دیا اللہ رب العالمین کے برابر **بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** رب العالمین کے برابر تمہیں ٹھہرا دیا افسوس کی بات تو یہ ہے اب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوگا کہ ہم نے یہ غلطی کیوں کی ہم نے ایسا کیوں کیا کہ جو اختیارات اور جو حقوق اللہ کے تھے وہ ہم نے تمہیں دے دیئے کاش کہ ہم نے غور و فکر سے کام لیا ہوتا کاش کہ ہم نے تمہیں اللہ کے برابر نہ ٹھہرایا ہوتا تو اس وقت وہ کہیں گے ہم اس وقت بڑی کھلی گمراہی میں تھے **إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** جب ہم نے تمہیں اللہ کے برابر ٹھہرایا اور اللہ کی جتنی صفات ہیں اس میں سے جو بھی صفت آپ اگر اپنےجیسے بندوں کو دے دیں یا اپنے آپ کو دے دیں یا اپنے لیڈر اور رہنما کو دے دیں تو یہ اس کے معنی ہیں مساوی اور حقیقت یہ ہے کہ پھر انسان جب کفر کرتا ہے جب شرک کرتا ہے تو کیا کرتا ہے کہ اپنے جیسے انسانوں کو وہ اختیارات اور وہ حکومت دے دیتا ہے جو کہ دراصل اللہ ہی کے لئے مطلوب ہے اللہ ہی کے لئے وہ جائز ہے۔

آیت نمبر 99. وَمَآ أَضَلَّنَآ إِلَّا ٱلْمُجْرِمُونَ
ترجمہ۔ اور وہ مجرم لوگ ہی تھے جنہوں نے ہم کو اس گمراہی میں ڈالا

وَمَآ أَضَلَّنَآ إِلَّا ٱلْمُجْرِمُونَ اور نہیں ہم کو گمراہ کیا مگر مجرموں نے اور وہ مجرم لوگ ہی تھے جنہوں نے ہم کو اس گمراہی میں ڈال دیا تو اب اس بات کا اقرار کریں گے کہ ہمارے جو لیڈر تھے

انہوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ جو پیروکار ہیں ان کا اپنے آپ کو ملامت کرنا اپنی بدبختی پر ماتم کرنا رونا چلانا حسرت کی تصویر بن جانا تو **ٱلْمُجْرِمُونَ** مجرمون لفظ جو ہے وہ لیڈروں کے لئے استعمال کر رہے ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے اور دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی کو اپنا لیڈر اور رہنما سمجھتا ہے مجھے اور آپ کو بھی سوچنا چاہئے کہ میں جنہیں مانتی ہوں جن کے پیچھے چلنا چاہتی ہوں میرے دوست ہیں رشتے دار ہیں گھر والے ہیں یا باہر کے لوگ ہیں کہ یہ ایسا تو نہیں کہ ان کا کردار مجرم والا ہے ایک طرف یہ مجرموں کا کردار اللہ تعالیٰ سامنے رکھ رہے ہیں دوسری طرف پیغمبروں کا کردار رکھ رہے ہیں تو دونوں کرداروں میں سے میں کس کو پورا کرتی ہوں کس کے پیچھے چلتی ہوں تو یہی وہ لوگ تھے یہی وہ مجرم تھے جنہوں نے ہم کو اس گمراہی میں ڈالا

آیت نمبر 100.   فَمَا لَنَا مِن شَٰفِعِينَ
ترجمہ. اب نہ ہمارا کوئی سفارشی ہے

اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے دنیا میں ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں یہ ہماری مورتیاں یہ ہمارے بت یہ ہمارے لیڈر یہ ہماری سفارش کریں گے بڑی حسرت کے ساتھ وہ یہ بات کہیں گے کہ ان کی شفاعت کی امید پر ساری زندگی ہم نے ان کی پرستش کی ان کا جھنڈا عمر بھر ہم اٹھائے رہے اور افسوس کہ آج ان میں سے کوئی بھی ہماری حمایت یا مدافعت کے لئے ہمیں کھڑا نظر نہیں آتا ہمارا آج کوئی ساتھی نہیں ہے یہ بڑا ہی حسرت کا جملہ ہے

آیت نمبر 101.   وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ
ترجمہ. اور نہ کوئی جگری دوست

آج ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے اور نہ کوئی جگری دوست اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ **صَدِيقٍ** صدق سے ہے اور اس کے معنی کیا ہیں کہ ایسا دوست جو سچا ہو جو مشکل میں کام آئے جس کے قول اور فعل میں صداقت ہو اور ایسا دوست جو دکھ درد کا ساجھی ہو جو دکھ کو بانٹے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دوست کون تھے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ اور ہر صحابی آپ کے لئے صدیق تھا ایک تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے ہی سچے آپ کی ہرتکلیف میں آنسو بہانے والے ہر مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دینے والے وہ دن اتنا شدید ہوگا وہ اتنا سخت دن ہوگا کہ ہر شخص کو اپنی ہی پڑی ہوگی اور اب کوئی مخلص دوست نہیں ہے جو دل سوزی کرے جو اس وقت کام آئے اور آپ دیکھ لیجئے کہ سورت الزخرف آیت 66 میں 67 میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں **الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ** دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر **اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ** کی دوستیاں قائم رہیں گی وہ دن اتنا سخت ہوگا **الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ** خیال نہیں ہوتا کہ اس دن لوگ کیا چاہیں گے کہ ایک دوسرے سے دور ہو جائیں ایک دوسرے کے دشمن **الْأَخِلَّاءُ** یعنی خلیل اچھے دوست بھی اس دن ایک دوسرے کے **عَدُوٌّ** دشمن ہوں گے **اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ** سوائے متقین کے ہر شخص یہ چاہے گا کہ دوسرے کو زیادہ سزا مل جائے اور کسی طرح میں جہنم کی آگ سے بچ سکوں سورت الفرقان آیت 28 میں آپ پڑھ چکیں **يَٰوَيْلَتَىٰ لَيْتَنِى لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا** - اس وقت انسان حسرت سے کہے گا اے کاش میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا اے کاش فلاں میرا دوست اور رہنما نہ ہوتا تو اس وقت انسان حسرت کرے گا اس وقت انسان روئے گا چیخے گا چلائے گا تو اصل دوست کون ہے ؟ جو انسان کو جہنم کی آگ سے بچا لے جو انسان کو جہنم کی آگ سے دور کر دے اور **حَمِيمٍ** اس کے معنی ہوتے ہیں سخت گرم پانی اور سخت گرم پانی کیا کرتا ہے کھولتا

ہے اس میں آپ دیکھتے ہیں ایک بھاپ سی ہوتی ہے محسوس بھی ہوتی ہے تو اسی طرح اس دوست کو جس میں سخت گرم جذبات ہوں گویا کہ بہت ہی ساتھ دینے والا اور کام آنے والا جو دوست ہے اس کے لئے یہ استعمال کیا جاتا ہے اس دن نہ کوئی دوست ہے اور **حَمِيم** نہ ہی کوئی جگری دوست ہے کام آنے والا کوئی نہیں ہے گہرا دوست جگری دوست اور آپ دیکھ لیں کہ دوست وہی ہوتا ہے جو مشکل میں کام آئے تو اب مشکل میں کام آنے کے لئے کوئی دوست نہیں ہے تو ایک طرف ہدایت کے جو لیڈر اور راہنما ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا کردار پیش کیا وہ کون ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انبیاء اور دوسری طرف جو گمراہی کے لیڈر اور راہنما ہیں اللہ تعالیٰ ان کا کردار بھی پیش کر رہے ہیں کہ یہ دوستی کے روپ میں آتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ کل کو ہم تمہارے بڑے کام آئیں گے لیکن ان کا کردار کیا ہے کہ یہ لوگ سارے کے سارے مجرمون ہیں **ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ** میں ہیں اور کوئی کام آنے والے نہیں ہیں تو میری پیاری بہنوں وہ دن بڑا ہی سخت ہوگا بڑا ہی شدید دن ہوگا ان ساری باتوں سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ کوئی بھی اس دن کام نہیں آئے گا بعض لوگ کہتے ہیں جی میری ماں میری دوست ہے کوئی کہتے ہیں باپ دوست ہے کوئی کہتے ہیں شوہر ہی میرا دوست ہے کوئی کہتے ہیں اولاد میری دوست ہے کوئی کہتے ہیں میرے دوست بڑے اچھے ہیں لیکن کسی بھی رشتے کے پیچھے لگ کر اپنی آخرت کو برباد نہیں کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ دوستی کے روپ میں بہروپیے مل جائیں دوستی کے روپ میں کوئی غلط رہنمائی کرنے والا مل جائے

آیت نمبر 102. فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ
ترجمہ. کاش ہمیں ایک دفعہ پھر پلٹنے کا موقع مل جائے تو ہم مومن ہوں"

پھر وہ کہیں گے اے کاش کہ ایک بار ہمارے لئے پلٹنا ہوتا کہ ہم **فَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ** تو ہم ہو جائیں مومنوں میں سے کہ اب انسان ایک طرف تباہی ہے ایک طرف انجام ہے ایک طرف بربادی ہے ہلاکت ہے ہمیشہ ہمیشہ کی اور اس وقت انسان تمنا کرے گا کہے گا **فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ** ایک بار بس صرف ایک دفعہ اگر ہمیں واپس جانے کا موقع مل جائے تو پھر دیکھیئے کہ کیسے ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں گے اور سورت الانعام آیت 28 میں آپ یہ بات پڑھ چکیں کہ اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں **وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا** اگر انہیں سابق زندگی کی طرف بھیج دیا جائے تو وہ وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اب یہ کہتے ہیں نا کہ ہمیں واپس ایک دفعہ بھیج دیجئے اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اگر انہیں واپس ایک دفعہ بھیج دیا گیا تو وہی کچھ کریں گے جو کہ وہ دنیا میں کرتے رہے اسی طرح سورت الفجر میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں **وَجَآءَ رَبُّكَ وَٱلْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا(22). وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۚ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ (23). يَقُولُ يَٰلَيْتَنِى قَدَّمْتُ لِحَيَاتِى** (24). تو اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اس وقت انسان کا تمنائیں کرنا، آرزوئیں کرنا ،افسوس کرنا، اپنے اوپر رونا چیخنا چلانا اور یہ کہنا کہ اگر ہمیں ایک دفعہ مہلت ملے تو دیکھیئے کہ ہم کیا کرتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے نا کہ جب نتیجہ ملتا ہے کبھی ایک نمبر کم کبھی دو نمبر کم کبھی چار نمبر کم تو اس وقت افسوس ہوتا ہے کہ کاش کہ میں نے اس وقت دھیان سے پڑھا ہوتا کاش کہ میں نے اس وقت زیادہ محنت کی ہوتی تو اس وقت انسان کیا کرتا ہے کہ افسوس کرتا ہے اور پھر آپ دیکھئے اسی طرح سورت المومنون میں بھی آپ پڑھ چکیں **قَالُوا۟ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّينَ(106).** کہ اس وقت لوگ اقرار کریں گے اپنے گناہوں کا اور کیا کہیں گے؟ **رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَٰلِمُونَ** (107) اے ہمارے پروردگار ہمیں یہاں سے نجات دے دے بس ایک دفعہ نکال دے اگر ہم پھر ایسا کریں تو بے شک ہم ظالم ہیں **قَالَ ٱخْسَـُٔوا۟ فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ (108).** پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھٹکار ہو دفع ہو جاؤ دور ہو جاؤ یہیں پہ پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو مجھ سے بات بھی نہ کرو تو یہاں دوسری طرح یہی بات کو کہا گیا **فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ**

آیت نمبر 103. إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَءَايَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ
ترجمہ۔ یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے، مگر ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں

آیت نمبر 104. وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ
ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی

اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب نافرمانوں کے لئے زبردست ہے قدرت رکھنے والا ہے عذاب کے ایک جھٹکے سے عذاب کی ایک چوٹ سے ان کو تباہ و برباد کرنے والا ہے اور جو اپنے رویوں پر نظر ثانی کرنے والے ہیں جو توبہ کرتے ہیں جو اپنے رویوں کو بدل دیتے ہیں تو ان کے لئے رحیم بھی ہے اس میں ہمارے سامنے کیا پیغام لایا جا رہا ہے کہ ایک اللّٰہ کی بندگی ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کردار اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صرف اپنی فکر نہیں تھی اردگرد معاشرے اور گھر والوں کی بھی فکر تھی اور آپ کو صحبت صالح کی بڑی تمنا تھی دنیا میں بھی اور آخرت میں اور ان کو یہ بھی فکر تھی کی دنیا میں میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں میرے جانے کے بعد مجھے "لسان صدق " چاہئے کہ لوگ اچھے لفظوں میں مجھے یاد کریں اور اسی طرح ان کو اس بات کی بھی فکر تھی کہ جنت کی نعمتوں کا میں وارث بن جاؤں ان کے ہاں کسی چیز کی اگر قیمت تھی تو وہ قیمت تھی رب کی رضا، اعمال مرضیہ کی اور آثار حسنہ کی اور نتیجے میں نعمتوں بھری جنت اور ان کو یہ بات سمجھ میں آئی کہ مال اور بنون کام نہیں آتے سوائے اسکے کہ قلب سلیم ہو اور قلب سلیم کیا ہے ؟ جو بیمار نہ ہو، جو شرک ،کفر ،بدعت اور آلائشوں سے، حسرتوں سے،حسد سے اور ان سب برائیوں سے پاک ہو بے عیب ہو اور سالم ہو۔ اور سلیم وہ دل ہے جیسے سانپ نے ڈس لیا ہو اور وہ دل جسے سانپ نے ڈس لیا ہو وہ سخت زخمی ہوتا ہے قریب المرگ ہوتا ہے اور جو زخمی ہوتا ہے وہ تڑپ رہا ہوتا ہے اور وہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ اب جانے کے دن آگئےہیں اصل بات کیا ہے

ؔ "آرزوئیں خون ہوں حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ھے مجھے۔"

ؔ "جو تھکے تھکے سے تھے حوصلے وہ شباب بن کے مچل گئے
وہ نظر نظر سے گلے ملے تو بجھے چراغ بھی جل گئے

یہ شکستِ دید کی کروٹیں بھی بڑی لطیف و جمیل تھیں

میں نظر جھکا کے تڑپ گیا، وہ نظر بچا کے نکل گئے

نہ خزاں میں ہے کوئی تیرگی نہ بہار میں کوئی روشنی

یہ نظر نظر کے چراغ ہیں کہیں بجھ گئے کہیں جل گئے

جو سنبھل سنبھل کے بہک گئے وہ فریب خوردۂ راہ تھے

وہ مقام عشق کو پا گئے، جو بہک بہک کے سنبھل گئے

ؔ "یہ کہہ کہ کاسہ ساز نے پیالہ پٹخ دیا
اب اور کچھ بنائیں گے اس کو بگاڑ کر"

یعنی اس کو یہ کہہ کر توڑ دیا کہ پیالہ مجھ سے اچھا نہیں بنا وہ پیالہ ساز تھا پیالے بناتا تھا آئیے اپنے دل کے پیالے توڑ دیں یہ دل جو دنیا کی محبت سے لبریز ہے اسے آخرت کی محبت سے بھر دیں یہ

دل جو سماجی دباؤکی وجہ سے گناہ کرتا ہے دوڑ کرتا ہے آئیے اللہ اور آخرت کی محبت اس میں بھر دیں اب اور کچھ بنائیں گے اس کو بگاڑ کے

ے "تُو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں"

اللہ کو یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اور آپ اپنے دل کی خواہشات کو پورا نہ کریں جب دل بچوں کی طرح مچلتا ہے آپ ایک چیز سے منع کرتے ہیں وہ دوسری کے لئے مچلتا ہے آپ دوسری سے منع کرتے ہیں وہ تیسری کے لئے رونے لگتا ہے اور جب دل کی خواہشات پوری نہ کی جائیں مثلاً کسی نے آپ کو برا بھلا کہا ہے آپ اسکو برا بھلا کہنے کی بجائے معاف کر دیں تو دل پر ضرب تو بڑی زور کی لگتی ہے دل ٹوٹ جاتا ہے آپ نے کوئی زیادتی نہیں کی اور لوگ زیادتی کرتے ہیں آپ صبر کے گھونٹ پینا چاہ رہی ہیں دل پر اس وقت کیا گزرتی ہے آپ کس طرح سیخ پا ہورہے ہوتے ہیں لیکن آپ نے اس وقت کیا کرنا ہے "اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے۔"

اللہ کو وہی دل پسند ہے جو معاف کرنے والا ہے جو عفو درگزر کرنے ولا ہے جو قلب سلیم ہے ، جو قلب منیب ہے جو آواہ منیب ہے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَـَٔايَةً** حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے کیا بات پتہ چلتی ہے حسب نسب کام نہیں آئے گا اگر کچھ کام آئے گا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح دعوت توحید کے علمبردار بن جائیے دوسری بات کیا سامنے آئی قوم ابراہیم دنیا سے مٹ گئی اور ایسی مٹی کہ اس کا نام و نشان تک باقی نہ رہا ،

ے نہ گورِ سکندر، نہ ہے قصر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

اس میں سے اگر کسی کو بقا نصیب ہوئی تو صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے مبارک فرزندوں (حضرت اسماعیل علیہ السلام و حضرت اسحاق علیہ السلام) کی اولاد ہی کو نصیب ہوئی اصل چیز حسن کردار اور حسن اخلاق ہے اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جنت متقین کے سامنے لائی جائے گی ڈرنے والوں کے سامنے اور تقویٰ کا لفظ بہت دن ہو گئے مجھے اور آپ کو سنتے ہوئے تقویٰ کہتے کس کو ہے زندگیوں کے بدل جانے کو، ہواؤں کا رخ تبدیل کرنے کو ،پہاڑوں کے سینوں کو شق کر کے ان میں نہریں نکالنے کو۔ اور میری پیاری بہنو پہاڑوں کو شق کر کے اس میں محل بنائیں جائیں یا اس میں سوراخ کر کے اس میں نہریں نکالی جائیں یہ آسان ہے دریاؤں کا رخ بدلنا بھی آسان ہے لیکن انسان کے اندر تبدیلی آ جائے یہ اپنے آپ کو بدل لے یہ بہت مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں ہے اگر اس کے دل میں ایمان کی شمع روشن ہو جائے تو اس میں بھی ایک انقلاب آجاتا ہے اور مت بھولیں اس بات کو کہ **وَأُزْلِفَتِ ٱلْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ** کہ جنت متقین کے سامنے لائی جائے گی اس سے میرے اور آپ کے لئے کیا پیغام نکلتا ہے۔ ایک بڑی خوبصورت کہانی ہے جو میں آپ کے اور اپنے سامنے رکھنا چاہتی ہوں کہ تقویٰ کا انعام کیا ہے تقویٰ وہ چیز ہے جس کا اللہ دنیا میں بھی انعام دیتا ہے۔ شام کے مشہور عالم دین شیخ قنطاوی نے اپنی یاد داشتوں میں اس کا ذکر کیا ہے کہ لڑکا نیک تھا تقویٰ اور پرہیزگاری اس کے اندر پائی جاتی تھی البتہ علم حاصل کرنے سے اس کو زیادہ دلچسپی نہیں تھی وہ ایک دینی مدرسہ میں پڑھتا تھا استاد جو اس کو کہتا اس پر عمل کرتا استاد کی باتیں اس کے لئے بڑی اہمیت رکھتی تھیں اب جو اس نے استاد کی خدمت کی استاد کے پاس رہا جتنا بھی اس نے اپنی ضرورت کے مطابق علم حاصل کیا تو استاد نے اسے اور دوسرے طالب علموں کو نصیحت کی آپ سوچیں کہ استاد وہ اپنے شاگردوں سے کتنا پیار کرتے ہیں تو یہ استاد بھی کتنا باعمل تھا اور کتنی اچھی اس نے نصیحت کی کہ لوگوں کے محتاج نہ بنو کیونکہ دنیا داروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے والا عالم خیر اور بھلائی سے محروم رہتا ہے جو اپنے علم سے دنیا حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو بھلائی نہیں ملتی تم سب ہر طالب علم جائے یہاں سے اور شغل یعنی پیشہ اختیار کر لے اپنے باپ کا پیشہ اختیار کر لو اور اس سے معاش حاصل کرو جب باپ کا پیشہ اختیار

کرنا پڑے تو اللہ کا خوف اور تقویٰ اختیار کرنا اور بھولنا نہیں استاد نے تین باتیں بیان کیں نمبر 1. دنیا داروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا ایسے عالم کو خیر اور بھلائی نہیں ملتی، نمبر 2. اپنے باپ کا پیشہ اختیار کرنا، نمبر 3. اور اپنے پیشے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا۔ جب یہ لڑکا گھر گیا تو اس نے پوچھا امی جان ذرا بتائیے کہ میرے آبا جان کیا کرتے تھے اب بیٹے کے سوال سے ماں گھبرا گئی پوچھا بیٹے تیرے باپ کو فوت ہوئے مدت گزر گئی تمھیں اس کے پیشے سے کیا لینا دینا بیٹے نے اصرار کیا کہ مجھے تو اپنے باپ کا پیشہ اختیار کرنا ہے ماں ٹال مٹول کرتی رہی لیکن بیٹے نے بہت ضد کی تو ماں نے ناچاہتے ہوئے کہا کہ اچھا بیٹا اگر تم بار بار اپنے باپ کے پیشہ کے بارے میں پوچھ رہے ہو تو مجبوراً مجھے زبان کھولنی پڑ رہی ہے اگر کوئی اچھا پیشہ تمھارے باپ کا ہوتا تو مجھے بتانے میں اس قدر تذبذب نہ ہوتا لیکن اگر تمھارا اصرار ہی ہے تو سنو تمھارا باپ چور تھا اور چوری ہی اس کا پیشہ تھا۔ بیٹے نے ماں کا جواب سن کر کہا کہ امی جان استاد محترم نے سب سے کہا کہ جاؤ اپنے اپنے باپ کا پیشہ اختیار کرو اس میں تقویٰ کا خیال رکھنا ماں نے کہا تیرا ستیاناس بھلا چوری میں تقویٰ اختیار یہ کیسی بات ہے بیٹے نے ماں سے کہا امی جان استاد محترم نے یہیں بات کہی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ پھر اس لڑکے نے چوری کے متعلق معلومات لیں باقاعدہ تربیت لی کہ چوری کیسے کرتے ہیں اس کے لئے کونسے اوزار ہونے چاہئے اب وہ دن بھی آگیا جب اس کی تربیت مکمل ہوئی اب وہ چوری کر سکتا تھا اب وہ خوش تھا کہ میں اپنے باپ کا پیشہ اختیار کر سکتا ہوں اس نے بڑے غوروخوض کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ بس آج کے بعد اپنے والد کے پیشے پر عمل کرنا ہے عشاء کی نماز پڑھ کر لوگوں کے سونے کا انتظار کرتا رہا جب سب لوگ سو گئے اور چاروں طرف سناٹا چھا گیا تو اس نے سوچا سب سے پہلے پڑوسی کے گھر چوری کرنی چاہئے جب پڑوسی کے گھر میں داخل ہونے لگا تو اسے استاد کی بات یاد آگئی کہ اپنے پیشہ میں تقویٰ کا پاس اور لحاظ کرنا اس نے دل میں سوچا کہ پڑوسی کے گھر میں چوری کرنا اور اس کو تکلیف دینا تو سراسر تقویٰ کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہو گا چنانچہ اس نے پڑوسی کے گھر کو چھوڑا اور اگلے گھر کی طرف بڑھا۔ جب وہ اگلے گھر کی طرف گیا تو وہ گھر یتیم بچوں کا تھا اس نے کہا کہ یتیم بچوں کے گھر میں چوری کرنا بھی تقویٰ کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یتیموں کا مال کھانے سے منع کیا ہے اب یہ کہہ کر وہ اس گھر کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اسی طرح جب کوئی گھر آتا اور یہ چوری کا ارادہ کرتا تو کوئی نہ کوئی بات اس کے دل میں آجاتی جسے وہ تقویٰ کے خلاف سمجھ کر آگے بڑھ جاتا یہاں تک کہ ایک تاجر کا گھر آگیا تاجر بہت امیر تھا اس کی ایک ہی بیٹی تھی پھر اس نے کہا ہاں یہ ہے وہ گھر جس میں چوری کی جاسکتی ہے پھر اس نے بہت سی چابیاں نکالیں جو اس نے پہلے سے بنوا کر رکھی تھیں کیونکہ اس نے تربیت لی ہوئی تھی اور اس نے دروازہ کھول لیا جب گھر کے اندر داخل ہوا تو معلوم ہوا گھر تو بہت بڑا ہے سو وہ گھر کو کھولنے لگا جیسے وہ کوئی چور نہیں مہمان ہو بالآخر اس کی نگاہ اس جگہ پر پڑھ گئی جہاں مال رکھا ہوا تھا اس نے اس تجوری کو کھولا وہ الماری میں سونے چاندی روپے پیسے سے بھری ہوئی تھی چور نے جب اس سے مال نکالنا چاہا تو اسے اپنے استاد کی نصیحت یاد آگئی کہ استاد محترم نے تو تقویٰ اختیار کرنے کی بات کہی تھی پتہ نہیں اس تاجر نے اپنے مال کی زکوۃ بھی نکالی ہے یا نہیں کیوں نہ پہلے اس کی زکوۃ کا حساب کتاب کر لیا جائے یہ سوچ کر اس نے حساب کتاب کے رجسٹروں کو نکالا وہ اپنے ساتھ ایک چراغ بھی لایا تھا اب اس کی روشنی میں اس نے رجسٹروں کی چھان بین کرنی شروع کی اور حساب کتاب میں وہ بڑا ماہر تھا اس نے جلدی جلدی حساب کتاب کیا اور اسکی زکوۃکا حصہ نکال کر الگ کر دیا کیونکہ اس نے زکوۃ نکالی نہیں تھی پھر وہ حساب کتاب میں اتنا ڈوب گیا کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نا ہوا اچانک اس کو محسوس ہوا کہ اب تو فجر کا وقت ہو گیا اس نے اپنے آپ سے کہا تقویٰ کا تقاضہ ہے کہ پہلے نماز فجر پڑھنی چاہئے اور بعد میں اپنا کام کرنا چاہئے پھر گھر کے آنگن میں آیا اور وہاں سے پانی

لے کر وضو کرنے لگا پھر نماز کے لئے اقامت کہنے لگا کیونکہ یہ بھی تقویٰ کے خلاف تھا کہ اکیلے نماز پڑھتا ۔ مالک نے جب اقامت کی آواز سنی تو گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا نیچے جھانکا دیکھتا ہے ایک چھوٹی سا چراغ روشن ہے اس کی الماری کھلی ہوئی ہے سامنے ایک نوجوان اقامت کہہ رہا ہے مالک مکان کی بیوی بھی جاگ گئی اس نے پوچھا یہ کیا ہے مالک مکان نے کہا اللہ کی قسم مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا پھر وہ گھر کی دوسری منزل سے اتر کر اس نوجوان کے پاس گیا اور کہا تمھارا ستیاناس ہو آخر تم ہو کون اور یہ کیا کر رہے ہو چور نے کہا پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں بعد میں بات ہو گی کیونکہ نماز کا ٹائم جا رہا تھا مالک خاصا گبھرایا ہوا تھا نوجوان نے اس کو حکم دیا جلدی سے وضو کر کے آؤ وہ وضو کر کے آیا تو نوجوان نے کہا تم امامت کرواؤ اس نے کہا نہیں تم کرواؤ نوجوان نے کہا تم گھر کے مالک ہو تم زیادہ حق دار ہو کہ امامت کرواؤ ۔کیا آپکو پتہ ہے گھر کا مالک امامت کا زیادہ حق دار ہوتا ہے ۔مالک کے لئے اس کی حکم عدولی کا تصور ہی نہیں تھا پہلے ہی اسکے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے تھے اسے جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اس نے جماعت کروائی نماز اس نے خوف میں پڑھی اللہ ہی کو اس کی کیفیت کا علم ہے خوف کے مارے اسکا برا حال تھا بہرحال جب نماز ختم ہوئی تو مالک مکان نے پوچھا مجھے تم بتاؤ کہ تم ہو کون اور یہاں کس نیت سے آئے ہو۔ چور نے کہا میں چور ہوں اور چوری کرنے کی نیت سے آیا ہوں لیکن تم بتاؤ تم زکوٰۃ کیوں نہیں ادا کرتے میں نے تمھارے رجسٹروں کو چیک کیا ہے تم نے 6 سال سے زکوٰۃ نہیں دی یہ اللہ کا حق ہے اور فرض ہے میں نے زکوٰۃ کا مال الگ کر دیا ہے تاکہ تم اسے مستحقین تک پہنچا دو یہ سن کر مالک مکان تعجب سے بوکھلا گیا کہنے لگا تیرا ستیاناس ہو تو یہ کیا کر رہا ہے کیا تو پاگل ہے اس نے کہا میں پاگل نہیں ہوں بلکہ تندرست صحت مند اور توانا ہوں مالک مکان نے پوچھا پھر تم چوری کیوں کر رہے ہو اس کے جواب میں نوجوان چور نے اپنی ساری کہانی اس تاجر کو سنا ئی جب تاجر نے نوجوان کا بھولا پن، پیاری شکل وصورت اور حساب کتاب میں اس کی مہارت دیکھی تو اپنی بیوی کے پاس گیا اور نوجوان چور کے متعلق اس کو سب کچھ بتایا کہ تم اپنی بیٹی کے رشتے کے لئے پریشان تھی اللہ نے رشتہ تمھارے گھر بھیج دیا ہے اس کی بیوی نے بھی کہا ٹھیک ہے اب وہ اس نوجوان کے پاس آیا اور کہا دیکھو۔ چوری کرنا بری بات ہے تمھیں مال و دولت چاہئے اگر تم چاہو تو میں مال میں تمھیں حصہ دار بنا سکتا ہوں نوجوان نے کہا وہ کیسے تاجر کہنے لگا میری ایک ہی بیٹی ہے میں اس کی شادی تم سے کر دیتا ہوں میں تمھیں اپنا خزانچی بنانے کے لئے تیار ہوں رہنے کے لئے گھر بھی دوں گا اور مال بھی تم اپنی والدہ سے مشورہ کر لو نوجوان نے اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا اور اسکی والدہ کو بھی رشتہ پسند آیا اگلے دن گواہوں کی موجودگی میں تاجر نے اپنی بیٹی کی شادی اس نوجوان سے کر دی یہ ہے تقویٰ اور اس کا انعام تقویٰ وہ خوبی ہے دنیا میں اللہ اس کا نقد انعام دیتے ہیں اصل بات کیا ہے **وَأُزْلِفَتِ ٱلْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ** میں سوچتی ہوں دلہن سجا بنا کر حویلی سجا بنا کر دولت سجا بنا کر اس متقی شخص کے سامنے کھڑی کر دی گئی اس کو سمجھ نہیں تھی چوری نہیں کرنی بس اس نے کہا میرے استاد نے یہ بات کہی ہے ۔ میری پیاری بہنوں یہ ساری کہانی یہ پچھلی قوموں کے واقعات اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کے واقعات میرے اور آپ کے لئے کیا پیغام لاتے ہیں **إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ** یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے، مگر ان میں سے اکثرلوگ ایمان لانے والے نہیں۔ **وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ** اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب غالب بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی ہے۔ مجھے اور آپ کو بھی اپنی اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا چاہئے کہ پڑھتے پڑھاتے زندگیاں گزر گئیں جوانیاں بتا دیں بہت کچھ آتا بھی ہے۔ عمل کرنے کے لئے ایک ہی بات کافی ہے وہ کیا ہے ہم متقی بن جائیں ۔ کیا میں نے اور آپ نے اپنی زندگی میں تقویٰ اختیار کر لیا۔ کیا ہم اس کے لئے تیار ہیں کیا جنت کی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں ۔اور جنت کی قیمت ہے قلب سلیم اور قلب سلیم وہ ہے جس کے اندر تقویٰ ہو

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ نَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ